نمبر ۵۶ | مورخہ ۸ نومبر ۱۹۳۰ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے

مولوی رحمت علی صاحب اور مولوی محمد صادق صاحب کو ۵ر نومبر طلباء مدرسہ احمدیہ وجامعہ نے اور ۶ر نومبر لاہور کے کالجوں کے احمدی طلباء کی ایسوسی ایشن نے دعوۃ چاء دی۔ ان دعوتوں میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرکت فرمائی۔ اور وقت کے لحاظ سے مختصر تقریریں کیں۔

۶ر نومبر ۴ بجے کی گاڑی سے مذکورۃ الصدر دونوں مبلغین سماٹرا کیلئے روانہ ہوگئے۔ الوداع کہنے کیلئے ایک بہت بڑا مجمع سٹیشن پر موجود تھا۔ روانگی سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سارے مجمع سمیت دعا فرمائی۔ گاڑی کے روانہ ہونے پر حضور اسوقت تک گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے دعا فرماتے رہے جبتک گاڑی نظر سے اوجھل نہ ہوگئی۔ دیگر مقامات کے احمدی احباب بھی ان مبلغین کی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ مولوی محمد صادق صاحب اسی سال جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ اور کنجاہ ضلع گجرات ان کا وطن ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

مبلغین سماٹرا و جاوا کی دعوت کے موقعہ پر

۵ر نومبر بعد نماز عصر طلباء مدرسہ احمدیہ وجامعہ احمدیہ نے مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل اور مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل مبلغین سماٹرا و جاوا کو دعوت چائے دی۔ اور ایڈریس پیش کئے۔ دونوں اصحاب نے مختصر تقریریں کیں۔ جو شکریہ اور درخواست دعا پر مشتمل تھیں۔ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

جیسا کہ مولوی رحمت علی صاحب نے بیان کیا ہے۔ وہ سماٹرا سے جب واپس آئے۔ تو اپنے ساتھ وہاں کے کچھ دوستوں کو لائے تھے۔ اور اب پھر وہاں جاتے ہوئے بھی اپنے ساتھ ایک دوست کو لے جا رہے ہیں۔ وہ

پہلے مبلغ

ہیں۔ جن کے علاقہ کو ایسی اہمیت دی گئی ہے۔ کہ نہایت ہی قریب کے عرصہ میں ایک مبلغ کی بجائے دو بھیجے جا رہے ہیں۔ جو کام ان کے سامنے ہے۔ میں جہاں تک سمجھتا ہوں۔ اس کی اہمیت خود مولوی رحمت علی صاحب اور اس علاقہ کے دوسرے لوگ بھی نہیں سمجھتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ابو عبیدہ کو

شام میں جنگ

کرنے کے لئے بھیجا۔ تو انہیں ایک ایسا موقعہ پیش آیا کہ عیسائی

اپنی ساری طاقت کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ پر آ گئے۔ اس وقت ابو عبیدہ ؓ نے گھبرا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

امداد کی درخواست

کی۔ اس وقت اتفاق ایسا ہوا۔ کہ ایرانی لشکر کے ساتھ بھی مسلمانوں کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ اس لئے جنگ کرنے کے قابل تمام کے تمام مرد

میدان جنگ میں

جا چکے تھے۔ اور مدینہ خالی پڑا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں لوگوں کو جمع کیا۔ اور جب آ کر دیکھا۔ تو وہ سارے کے سارے یا تو بوڑھے تھے۔ یا بچے۔ جنگ کے قابل نہ تھے تاہم آپ نے کہا۔ آج شام میں مسلمانوں کو امداد کی ضرورت ہے۔ اور انہوں نے آدمیوں کا مطالبہ کیا ہے۔ اب بتاؤ۔ میں کیا کروں۔ لوگوں نے کہا۔ اب تو بوڑھے اور بچے ہی رہ گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ خواہ کچھ ہو۔ مدد ضرور دینی ہے۔ اس پر آپ نے

ایک صحابی

کو بلا کر کہا۔ میں تمہیں شام میں اسلامی لشکر کی امداد کے لئے بھیجتا ہوں تم تیاری کرو۔ اور ابو عبیدہ ؓ کی طرف خط لکھ دیا۔ کہ میں امداد کے لئے ایک ہزار آدمی بھیج رہا ہوں۔ اور وہ فلاں شخص ہے جب لشکر کو یہ اطلاع پہنچی۔ تو مسلمان اس صحابی کے استقبال کے لئے آئے۔ اور ایسی خوشی کا اظہار کیا۔ کہ گویا انکے پاس

ایک ہزار آدمی

پہنچ گیا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ جب خدا تعالیٰ مددگار ہوتا ہے۔ تو ایک آدمی سے ہزار آدمیوں کا کام لے لیتا ہے۔ اسی وجہ سے سخت خطرہ کے موقعہ پر صرف ایک آدمی کو دیکھ کر گھبرائے نہیں۔ نہ انہوں نے یہ سمجھا کہ ان سے

ہنسی اور مذاق

کیا گیا ہے۔ بلکہ دس لاکھ عیسائی لشکر کے مقابلہ میں مسلمانوں نے صرف دس ہزار ہوتے ہوئے بڑی مسرت سے ایک آدمی کا استقبال کیا۔ اسے اپنے لئے بہت بڑی امداد سمجھا۔ اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور نعرے لگائے۔ حتےٰ کہ اتنی

خوشی کا اظہار

کیا۔ کہ عیسائیوں نے یہ معلوم کرنے کے لئے اپنے جاسوس بھیجے۔ کہ معلوم کرو کس بات پر اتنی خوشی منائی جا رہی ہے۔ اور جب جاسوسوں نے جا کر بتایا۔ کہ ایک آدمی کے آنے پر اتنی خوشی کی جا رہی ہے۔ تو عیسائیوں نے کہا۔ یہ عجیب آدمی ہیں۔

غرض جب خدا تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہو تو دنیا کے زبردست قلعوں کو بھی فتح کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت عیسائیت

چین اور جاپان

کی طرف سے ایشیا میں گھسنا چاہتی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ چین کا پریذیڈنٹ عیسائی ہو گیا ہے۔ اس کے عیسائی ہونے کا اثر دوسروں پر بھی پڑے گا۔ جس طرح انگلستان عیسائیت کے مقابلہ کے لئے ایک مرکز ہے۔ اسی طرح چین اور جاپان کی حفاظت کے لئے جاوا۔ سماٹرا اور بورنیو مرکز بن سکتے ہیں۔ ان جزیروں میں مسلمانوں کی کافی آبادی ہے۔ اگر وہاں اسلام کی طاقت مضبوط ہو جائے۔ ان لوگوں میں

اشاعتِ اسلام کا جذبہ

پیدا ہو جائے۔ اور وہ تبلیغ اسلام کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ تو جاپان اور چین کو عیسائیت کے پنجہ میں گرفتار ہونے سے بچا سکتے ہیں۔ بارہا ہم کہہ چکے ہیں۔ کہ

سیاسی طور پر

ہم گورنمنٹ کے مددگار ہیں۔ مگر مذہبی طور پر جتنی ہماری قوم عیسائیت کی مخالف ہے۔ اتنی کوئی اور نہیں ہے۔

ہماری زندگی کا بہت بڑا مقصد

یہ ہے۔ کہ عیسائیت کو دلائل سے کچل کر عیسائیت کے گھر میں اسلام پھیلا دیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنانے والوں کو اسلام کے شیدائی بنا دیں۔

غرض عیسائیت کے مقابلہ کے لئے ایک مرکز مشرق میں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ایک مغرب میں۔ مغرب میں ایسا مرکز انگلستان ہو سکتا ہے۔ اور مشرق میں جاوا سماٹرا اور بورنیو کے جزائر۔ ان میں

اسلام کی طاقت

کو مضبوط کر کے ہم چین اور جاپان کی حفاظت کر سکتے ہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ نے سامان بھی پیدا کر رکھا ہے۔ اور وہ یہ کہ ان جزائر میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ اگر ان میں مذہب کا احساس پیدا کر دیا جائے۔ اگر ان میں مذہب کی حفاظت کا جوش پیدا کر دیا جائے۔ اگر انہیں اشاعت اور حفاظت اسلام کے لئے تیار کر لیا جائے۔ تو وہ عیسائیت کا بخوبی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس اہم کام کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ اگر مسلمان اس میں ناکام رہے۔ تو تھوڑے عرصہ میں دیکھیں گے۔ کہ چین اور جاپان سے عیسائیت کی ایسی رَو نکلے گی۔ جس کا مقابلہ کرنا دوسرے عیسائی ممالک کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ عرصہ سے میری یہ رائے ہے۔ کہ ایشیا کو

عیسائیت کے حملے سے بچانے کیلئے

سماٹرا جاوا اور سٹریٹ سٹلمنٹ میں مرکز قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں جس طرح لکڑی کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے اس میں شگاف ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی مشنری ایشیائی ممالک کو چیرنے کے لئے ان میں اپنے مشن پھیلا رہے ہیں۔ اس سے ان کی غرض یہ ہے۔ کہ چین جاپان اور ہندوستان میں شگاف پیدا کر دیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کے مقابلہ کے لئے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ اور یہ صاف بات ہے۔ کہ

خدا تعالےٰ کی مشیت

کے مقابلہ میں انسانی مشیت کچھ نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ اسلام کو دنیا میں غالب کرے گا۔ اور مسلمانوں کی نصرت کے سامان پیدا کرے گا۔ لیکن اس اہمیت کی وجہ سے جو میں نے بیان کی ہے۔ مبلغین کا کام بہت نازک ہو گیا ہے۔ بیشک فتوحات حاصل ہونگی۔ اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو گا۔ لیکن جو فتح اپنے وقت سے ذرا پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ

اسلامی فتوحات

جلد حاصل ہوں۔ مجھے ایک شخص کا ایک خواب ہمیشہ یاد آتا ہے۔ اسے بحث و مباحثہ کی بہت عادت ہے۔ ایک دفعہ اس نے اس بات پر بحث کی۔ کہ روزہ رکھنے کے لئے مقررہ وقت سے ذرا پیچھے سحری کھا لی جائے۔ تو کیا حرج ہے۔ یہ بحث کرتے کرتے اس نے ایک دن سحری پیچھے کھائی۔ اور سو گیا وہ قوم کا جولاہا ہے۔ اسی لحاظ سے اسے خواب آیا۔ اس نے سنایا۔ میں نے دیکھا۔ میں تانی صاف کرنے کے لئے اسے پھیلا رہا ہوں۔ ایک طرف ایک کیلا گاڑ کر اس سے تانی باندھ دی ہے۔ اور دوسری طرف کے کیلے سے دوسرا سرا باندھنا چاہتا ہوں۔ لیکن رستہ دو اُنگل کم ہو گیا۔ میں تانی کو کھینچتا ہوں۔ اور سارا زور لگاتا ہوں۔ مگر کیلے تک نہیں پہنچتی۔ پھر میں لوگوں کو بلاتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔

صرف دو اُنگل کی کمی

سے میری تانی خراب ہو رہی ہے۔ آخر مجھے خیال آیا۔ جب دو اُنگل کی کمی سے تانی خراب ہو جاتی ہے۔ تو مقررہ وقت سے تھوڑا سا پیچھے سحری کھانے سے کیوں روزہ خراب نہیں ہو گا۔ تو معمولی فرق سے بنا بنایا کام خراب ہو جاتا ہے۔

(بقیہ صلا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۶ قادیان دارالامان مورخہ ۸ر نومبر ۱۹۳۰ء جلد ۱۸

مردم شماری اور ہندو

مسلمانوں کو پیش آنے والے خطرہ کے انسداد کی ضرورت

ہندو قوم کی بنیاد ایسی کمزور اور بوسیدہ ہو چکی ہے۔ کہ اب زیادہ عرصہ تک حوادث زمانہ کا مقابلہ کرتی نظر نہیں آتی اور ہندو بخوبی محسوس کر رہے ہیں۔ کہ ان کی تعداد چونکہ روز بروز کم ہو رہی ہے۔ اس لئے آیندہ مردم شماری کے نتائج کے ظہور کے بعد انہیں دوسروں کے بہت سے غصب کردہ حقوق سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جوں جوں مردم شماری کا وقت قریب آرہا ہے۔ ان کے اندر اضطراب و ہیجان کا ایک تلاطم بپا ہوتا جارہا ہے۔ اور ان کی تمام کوششیں اور سرگرمیاں اس نقطہ پر مرکوز ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ مردم شماری کے لازمی نتائج سے اپنی قوم کو مامون و مصئون رکھ سکیں۔

اس مقصد براری کے لئے کئی ایک تجاویز ان کے زیر غور ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ہندو شمار کنندگان کی قومی رگ میں حرکت پیدا کر کے انہیں غلط اندراجات پر آمادہ کر لیا جائے۔ وہ دیگر اقوام کے افراد کو ہندو درج کر کے اپنی تعداد کی کمی کا انکشاف نہ ہونے دیں۔ یہ ہندوؤں کی موجودہ ذہنیت کے لحاظ سے کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ جبکہ ہندوؤں کے متعلق دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ ایسے کاموں میں بھی جو مستقل اثرات رکھتے اور تواتر کے ساتھ پبلک کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ گورنمنٹ کے صریح احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہندو پروری اور مسلم کشی سے باز نہیں رہ سکتے۔ اور سخت سے سخت احتجاج اور شور و شر انہیں ناانصافی سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹا سکتا تو مردم شماری جو ایک وقتی اور نہایت قلیل عرصہ میں ختم ہو جانے والا کام ہے۔ اور جس کی پوری پوری نگرانی اس کی غیر معمولی وسعت کی وجہ سے غیر جانبدار افسر بھی مشکل کر سکیں گے۔ اس کے متعلق کس طرح یقین کیا جاسکتا ہے۔ کہ ہندو اس میں دیانتدارانہ رویہ رکھینگے۔

چونکہ یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ اور ہندو اخبارات اسے عملی صورت دینے کے لئے پُر زور پروپیگنڈا کر رہے ہیں اس لئے ہم نے مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ اس سے غافل نہ ہوں۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ اس خطرہ سے بچنے کے لئے مکمل انتظامات کریں۔ آریہ اخبار "پرکاش" جو اس وقت تک ہندوؤں کو مردم شماری کے متعلق ہتھکنڈے سکھاتا ہوا لمبے لمبے مضامین لکھ چکا ہے۔ ہمارے اس مشورہ کے مقابلہ میں مسلمانوں کو آریوں کے متعلق اعتماد دلانے کی کوشش کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"مسلمانوں کے مقابلہ پر آریہ شمار کنندوں کی تعداد بہت کم ہوگی۔ اور پھر ایک آریہ کسی بھی قسم کی غلط کاری کو معیوب سمجھتا ہوا اس کا مرتکب ہونے سے اجتناب کرتا ہے۔ اس لئے آریوں سے انہیں مردم شماری میں کسی قسم کا خطرہ نہیں"۔ (پرکاش ۲ر نومبر)

مسلمانوں کو آریہ شمار کنندوں سے غلط کاریوں کا خطرہ ہے یا نہیں۔ یہ مسلمان خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اگر آریوں کو مردم شماری کے متعلق داؤ گھات سکھانے والے کے یہ کہدینے سے کہ آریوں سے مسلمانوں کو مردم شماری میں کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ مسلمان اس خطرہ سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ لیکن "پرکاش" کی چال دیکھئے۔ ایک طرف تو وہ اس طرح آریوں کی طرف سے مسلمانوں کو غافل بنانا چاہتا ہے۔ اور دوسری طرف ہندو شمار کنندوں کی نسبت یہ کہکر مطمئن کرنا چاہتا ہے۔ کہ

"ہندو شمار کنندہ کے اندر جو اس غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ کہ شدھی اس کے دھرم کے خلاف ہے۔ کسی ہندو کو ہندو دکھانے کا بھاؤ کیسے آسکتا ہے"۔

حالانکہ آریہ بارہا اس قسم کے اعلان کر چکے ہیں۔ کہ شدھی کی تحریک میں سارا ہندو جگت ان کے ساتھ ہے۔ اور ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے ہندو اس کام میں ان کے مددگار ہیں۔ جب ہر فرقہ کے ہندو عملی طور پر شدھی کی تحریک کے ممد اور معاون ہیں۔ اور اس کے لئے لاکھوں روپے آریوں کی نذر کرتے رہتے ہیں۔ تو کیوں مردم شماری کے موقعہ پر ان میں اہندو کو ہندو دکھانے کا بھاؤ نہ آئیگا۔ جس کے لئے ان کا کچھ خرچ بھی نہ ہوگا۔ اور جس کے لئے انہیں یہ کہکر تیار کیا جارہا ہے کہ "یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اس کے لئے نہ روپیہ کی چنداں ضرورت ہے۔ نہ خاص قابلیت کی۔ معمولی قابلیت کے آدمی اس فرض کو اپنے ذمے لے سکتے ہیں۔ ضرورت ہے۔ تو صرف پرشارتھ کی۔ اور وہ بھی تھوڑا سا"۔ (پرکاش ۲ر نومبر)

علاوہ ازیں شدھی کو اپنے دھرم کے خلاف سمجھنے والوں کو مردم شماری کے وقت کسی کی شدھی کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ کہ اسے اپنے دھرم کے خلاف سمجھکر وہ اس میں حصہ نہ لینگے۔ بلکہ صرف ہندوؤں کے اعداد میں اضافہ کر دینا اور غیر ہندوؤں کی تعداد کو کم دکھا دینا ان کے لئے کافی ہوگا۔ اور اس سے ان کے شدھی کو اپنے دھرم کے خلاف سمجھنے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ پس آریوں اور دوسرے ہندوؤں کی صفائی میں "پرکاش" نے جو امور پیش کئے ہیں۔ ان کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ان کی نوعیت اس خدشہ کو اور زیادہ مستحکم کر رہی ہے۔ جو مسلمانوں کو ہندو اور آریہ شمار کنندوں کے متعلق ہے۔ پھر جب گذشتہ واقعات کو پیش نظر رکھا جائے۔ تو یہ خدشہ نہایت بھیانک شکل میں سامنے آجاتا ہے۔ مثلاً صوبجات متحدہ کے بعض اضلاع کے شمار و اعداد پیش کر کے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ مردم شماری میں کس طرح مسلمانوں کی تعداد کو اصل سے بہت کم دکھایا گیا۔ چنانچہ ضلع مین پوری میں مسلم راجپوت مرد اور عورتوں نیز نو مسلموں کی تعداد صرف ۲۴۳ دکھائی گئی۔ حالانکہ وہ دس ہزار تھی۔ اسی طرح ضلع ایٹہ میں پندرہ ہزار کی بجائے صرف ۳۶۹۴۔ ضلع فرخ آباد میں تیرہ ہزار کی بجائے صرف ۵۱۔ اٹاوہ میں چھ ہزار کی بجائے ۸۰۔ کانپور میں گیارہ ہزار کی بجائے ۱۲۴ اور فتح پور میں بارہ ہزار کی بجائے صرف ۱۷ دکھائی گئی تھی۔ یہ انکشاف صرف یو۔پی کے چند اضلاع کے متعلق کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ دیگر مقامات پر کیا کچھ کیا گیا ہوگا۔ جبکہ آج سے کئی سال قبل ہندوؤں میں شدھی کے لئے اس قدر تڑپ اور بیقراری نہ تھی۔ اور جب اعداد و شمار کو وہ اہمیت حاصل نہ تھی۔ جو آج حاصل ہے۔ ہندوؤں کی اپنی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے سرگرمیوں اور کوششوں کا یہ عالم ہو تو سوچنا چاہیئے۔ آج جبکہ شمار و اعداد کی قدر و قیمت میں

پہلے سے بہت بڑا اضافہ ہو چکا ہے۔ اور قوموں کے پولیٹیکل حقوق کا دارومدار انہی پر ہے۔ تو ہندو کیا رویہ اختیار کریں گے۔"پرکاش" کو ان پیش کردہ حقائق کی روشنی میں آریوں اور ہندوؤں کی دیانتداری کے متعلق اپنی رائے پر مزید غور کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ مسلمان اس بارے میں کس طرح ہندوؤں پر اعتماد کر سکتے ہیں۔

مسلمان ہندوؤں پر اعتماد کریں۔ یا نہ کریں۔ ہندو اور آریوں نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے پوری سرگرمی اور مکمل انتظام کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اگر اس موقعہ پر بھی مسلمان خواب غفلت میں ہی پڑے رہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ ہندو جو کچھ چاہتے ہیں۔ اس کے حصول میں کامیاب نہ ہو جائیں۔

درپردہ کارروائیوں کے علاوہ ہندو مردم شماری کے متعلق یہ انتظام کر رہے ہیں۔ کہ

"ہر ایک ضلع میں ڈسٹرکٹ ہندو آریہ کمیٹیاں بنیں۔ جن کی برانچیں تحصیلوں اور قصبات میں ہوں۔ ان کا یہ کام ہو۔ کہ وہ مردم شماری کے ابتدائی کاغذات تیار ہونے کے وقت اپنے قائم مقاموں کو مامور کریں"۔

اس قسم کی کمیٹیاں بننی شروع بھی ہو گئی ہیں۔ چنانچہ "پرکاش" کا بیان ہے۔ کہ "آریہ سماج سیالکوٹ نے اس کام کی ابتداء کر دی ہے"۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا مسلمانوں نے ابھی تک اس خطرہ کو محسوس کیا ہے۔ یا نہیں۔ جو مردم شماری کے متعلق انکی عدم توجہی سے رونما ہو سکتا ہے۔ اگر محسوس کیا ہے۔ تو اس کے انسداد کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے۔ کیا ہر قصبہ اور دیہات میں انہوں نے ایسی کمیٹیاں قائم کر دی ہیں۔ جو مردم شماری کے کاغذات میں مسلمانوں کی صحیح تعداد کے اندراج کی نگرانی کرینگی۔ اگر نہیں۔ تو پھر کب کرینگے

اگر مسلمان اس بارے میں ہماری جماعت کے آدمیوں سے تعاون کریں۔ اور انہیں اس کام کے لئے ہر طرح امداد دیں۔ تو نہایت ہی قابل اطمینان طور پر انتظام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بفضل خدا احمدی جماعتوں کی بہت بڑی تعداد ہندوستان کے مختلف صوبوں اور خاصکر پنجاب میں موجود ہے۔ اور ہر جگہ کی احمدی جماعت ایک انتظام کے ساتھ کام کرنا جانتی اور اس کا تجربہ رکھتی ہے۔ بہرحال جو بھی صورت ہو۔ جلد ہونی چاہیئے۔ اور پورے انتظام کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ ہر قصبہ اور ہر دیہہ میں ایسے آدمی مقرر کر دیئے جائیں۔ جو مردم شماری کے کاغذات کا اندراج دیکھتے رہیں۔ اور جہاں کوئی بے ضابطگی پائیں۔ اس کی اصلاح کی طرف شمار کنندوں کو توجہ دلائیں۔ لیکن اگر وہ اصلاح نہ کریں۔ یا آنے بہانوں سے ٹالنا چاہیں۔ تو فوراً افسران بالا کو اطلاع دی جائے ؛

گول میز کانفرنس کی کامیابی کیلئے دُعا

کنٹربری اور یارک کے لاٹ پادریوں اور رومی چرچ کے رہناؤں نے گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں تمام عیسائی شہریوں کے نام اپیل شائع کی ہے۔ کہ خدائے قدوس سے کانفرنس کے لئے جذبہ دانشمندی۔ مفاہمت۔ ہمدردی اور نیک نیتی طلب کرنے کے لئے دعا کی جائے۔ اور جب تک کانفرنس جاری رہے۔ دعا کا سلسلہ جاری رہے۔

اس سے جہاں یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اہل برطانیہ گول میز کانفرنس کی کامیابی کی پوری خواہش رکھتے ہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہم امور کی بہتر طور پر سرانجام دہی کے لئے دعا کو وہ لوگ بھی نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ جو مذہبی پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد قرار دیتے ہیں۔ اور حتی الامکان اس سے کام بھی لیتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں وہ مسلمان کہلانے والے کس قدر قابل افسوس ہے۔ جنھیں باوجود مصائب اور آلام میں سرتاپا مبتلاء ہونے کے دعا کی طرف بھولے سے بھی توجہ نہیں ہوتی۔ حالانکہ اسلام نے جس قدر دعا کی اہمیت واضح کی ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔

سکھوں کا قومی رنگ اور کانگرس

سکھوں نے کانگرس سے ایک معمولی سا مطالبہ یہ کیا تھا۔ کہ ان کا قومی پیلا رنگ بھی سوراجیہ کے جھنڈے میں شامل کر لیا جائے۔ پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی نے یہ سمجھکر کہ اس طرح سکھوں کو معنت میں اپنا آلہ کار بنانے میں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اس بات کو منظور کر لیا۔ لیکن انڈین نیشنل کانگرس کے صدر نے اسے رد کر دیا۔ اور وجہ یہ بیان کی جا رہی ہے۔ کہ

"اگر آج پنجاب میں سکھوں کا یہ مطالبہ ہے۔ تو کل مدراس کے ہندوستانی عیسائی جو اپنی اہمیت اور مجلسی حیثیت کے لحاظ سے ملک کی کسی دوسری اقلیت سے کم نہیں۔ یہ مطالبہ کریں گے۔ کہ ان کا بھی رنگ داخل کیا جائے۔ برما کے بدھ لوگ یہ شکایت کرینگے کہ ان کے حقوق کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ بمبئی کے پارسی جنھوں نے ملک کی ترقی میں کسی سے کم حصہ نہیں لیا۔ وہ اپنے دعوے پیش کریں گے"۔ (پرتاپ یکم نومبر)

مطلب یہ کہ سکھوں کا مطالبہ پورا کرنے پر چونکہ دوسری اقلیتیں بھی یہ مطالبہ کرینگی۔ اس لئے سکھوں کو بھی کورا جواب دیا جاتا ہے ؛

کانگرس کے اس طریق عمل سے جہاں سکھ صاحبان پر واضح ہو چکا ہوگا۔ کہ کانگرس ان کے معمولی سے مطالبہ کو جس کے پورا کرنے میں اس کا کچھ بھی خرچ نہ آتا تھا کس بے دردی سے ٹھکرا چکی ہے۔ وہاں دوسری اقلیتوں کو بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ کانگرس انہیں کیسے سلوک کی مستحق سمجھتی ہے۔ جب کانگرس رنگ کے معمولی سے مطالبہ کو رد کر سکتی ہے۔ تو سیدھے ہاتھوں کچھ اور دینے کی اس سے کس طرح توقع کی جا سکتی ہے۔

سوامی دیانند اور ویدک جیون

الفضل کے خاتم النبیین نمبر میں حضرت مولانا شیر علی صاحب نے لکھا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "اپنی عمر کے پہلے پچیس سال تجرد کی حالت میں گذارے"۔ اور پچیس سال سے پچاس سال کی عمر تک آپ نے ایک ہی عورت کے ساتھ بسر کی"۔ آریہ اخبار "پرکاش" ۲ر نومبر نے "ویدک جیون کا نمونہ" کے عنوان سے اس پر ایک شذرہ کے دوران میں لکھا ہے:-

"مولانا شیر علی کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ محمد صاحب کا جیون ویدک نکتہ نگاہ سے ویدک جیون تھا"

کیونکہ

"ویدک دھرم میں پرتیک منش کے لئے کرتویہ ہے۔ کہ وہ برہمچریہ کا جیون دتیت کرے۔ اور کم از کم ۲۵ ورش کی آیو تک برہمچاری رہے۔......اس کے بعد گرہست آشرم کا زمانہ ہے۔ اور اس زمانہ کی میعاد پچاس کی عمر تک ہے"۔

ان الفاظ میں "پرکاش" نے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جیون "ویدک جیون" تھا۔ لیکن اس کے پیش کردہ اصل کے لحاظ سے جب ہم سوامی دیانند کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو وہ "ویدک جیون" کے خلاف نظر آتی ہے۔ کیونکہ ان پر باقاعدہ "گرہست آشرم کا زمانہ" کبھی آیا ہی نہیں۔ اور انہوں نے "ویدک نکتہ نگاہ" کے سراسر خلاف تمام عمر بظاہر تجرد میں گذاری۔

اگر آریہ سماج ویدک دھرم پر عمل کرنے کی مدعی ہے۔ تو کیا اس کے لئے لازم نہیں۔ کہ اس مقدس انسان کی اتباع کرے۔ جس کا "جیون" اسے "ویدک جیون کا نمونہ" نظر آتا ہے۔ اور اس شخص کو کلی طور پر نظر انداز کر دے۔ جو ظاہراً بھی "ویدک جیون" نہیں گذار سکا۔ بات یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو ایسا مکمل اور اس قدر فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ کہ ہر ملک ہر قوم اور ہر زمانہ کے انسانوں کے لئے آپ ہی کامل نمونہ ہیں۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے آپ کے متعلق فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ کہ دنیا کے انسانوں کے لئے ہر پہلو میں کامل نمونہ یہی اللہ کا رسول ہے۔ آریہ اگر ضد اور تعصب سے علیحدہ ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہو [illegible] کہ آپ کی ذات [illegible] قابل [illegible]

سیرتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر

عرفانِ الٰہی اور محبت باللہ کا وُہ عالی مرتبہ جس پر رسولِ کریمؐ دُنیا کو قائم کرنا چاہتے تھے

۱۶ر اکتوبر کے دن جوکہ اس سال سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسوں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مقرر کیا تھا۔ قادیان کے جلسہ میں حضور نے خود تقریر فرمائی جس کا ایک حصّہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ باقی پھر (ایڈیٹر)

گو میری صحت تو مجھے اِس امر کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ کہ میں آج کوئی تقریر کروں۔ لیکن چونکہ اس دن

سارے ہندوستان میں

بلکہ ہندوستان سے باہر بھی بعض مقامات پر مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف بیان کرنے کے لئے جمع ہونگے۔ اور چونکہ یہ دن آج نہیں تو کل ساری دنیا کے لئے نہیں۔ تو کم از کم ہندوستان کی قوموں کے لئے

صلح کا پیش خیمہ

بننے والا ہے۔ اور ہندوستان میں سے کم از کم بنگال میں تو ابھی سے یہ نظر آرہا ہے۔ کہ ہر سال غیر مذاہب کے لوگ اس دن کے منانے میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی کا اظہار کر رہے۔ اور زیادہ حصہ لے رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جوں جوں غیر مذاہب کے لوگوں کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ کوئی

مذہبی تبلیغ کا دِن

نہیں۔ بلکہ مختلف اقوام میں صلح و اتحاد پیدا کرنے کا دن ہے۔ دلی منافرت اور بغض جو کہ بعض اسباب کی وجہ سے عرصہ دراز سے چلا آتا ہے۔ اس کے ازالہ کا ذریعہ ہے۔ تو لوگوں میں خودبخود اس دن کا

احترام اور شوق

پیدا ہوتا جائیگا۔ ہمیشہ ایک نیک قدم اُٹھانے سے دوسرا نیک قدم اٹھانے کی توفیق ملتی ہے۔ اور ایک نیک خیال پیدا ہونے سے دوسرا نیک خیال پیدا ہوتا ہے۔ اس تحریک کے سلسلہ میں مَیں دیکھتا ہوں۔ کہ اب دوستوں کی طرف سے

ایک اور تحریک

پیش کی جارہی ہے۔ جو بہت معقول ہے۔ اور میرا ارادہ ہے۔ کہ دو تین سال کے بعد اس تحریک کے ماتحت بھی جلسے منعقد کرائے جائیں۔ وہ تحریک یہ ہے۔ کہ ایک دِن ایسا مقرر کیا جائے۔ جو پرافٹ ڈے نہ ہو۔ بلکہ پرافٹس ڈے ہو۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کے لئے ہی جلسے نہ منعقد کئے جائیں۔ بلکہ تمام انبیاء کی شان کے اظہار کے لئے اس دِن جلسے کئے جائیں۔ ایسے جلسوں میں ایک مسلمان کھڑا ہو۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کے اظہار کی بجائے کسی دوسرے مذہب کے بانی کی خوبیاں بیان کرے۔ اِسی طرح ایک عیسائی کھڑا ہوکر بجائے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے حضرت بدھؑ یا حضرت کرشنؑ کی خوبیاں بیان کرے۔ ایک ہندو کھڑا ہوکر بجائے حضرت کرشنؑ اور رام چندر جی کے حضرت موسےٰ علیہ السلام یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خوبیاں پیش کرے۔ ایک زرتشتی کھڑا ہوکر بجائے زرتشت کی خوبیاں بیان کرنے کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوبیاں بیان کرے۔ یہ ایک

نہایت ہی معقول تجویز

ہے۔ مگر فی الحال وقت یہ ہے۔ کہ اگر ایک ادھورے کام میں دوسرا کام شروع کر دیا جائے۔ تو پہلے کام میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ دو تین سال کے بعد ایسے جلسے منعقد کرانے کی تجویز کی جائے۔ جن میں ہر مذہب والا اپنے مذہب کے بانی کی خوبیاں بیان کرنے کی بجائے دوسرے مذاہب کے بانیوں کی خوبیاں بیان کرے۔ اس قسم کے جلسے ہندوستان جیسے ملک سے بہت سے تفرقے اور رنجشیں دور کر سکتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ تو کسی ایک بزرگ کا نہیں۔ بلکہ بزرگوں کا دن منانے کے لئے ہم کھڑے ہونگے۔ اس میں شرط یہ رکھی جائے۔ کہ کوئی شخص اپنے مذہب کے بانی کی خوبیاں نہ بیان کرے بلکہ دوسرے مذہب کے بانی کی خوبیاں پیش کرے۔

اِس کے بعد میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف کرنا بیشک ایک مسلمان اپنے مذہب کے لحاظ سے

ثواب کا کام

سمجھتا ہے۔ اور غیر مذاہب والے بھی جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالات پڑھنے کا موقعہ ملا ہو۔ اور جو صداقت کے اظہار کی جُرأت رکھتے ہوں۔ اظہار صداقت کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف و توصیف کریں۔ مگر ایک چیز ہے جسے ہم کسی صورت میں بھی قربان نہیں کر سکتے۔ اور کسی کے لئے بھی قربان نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ہی کیوں نہ ہو۔ وہ

خدا تعالیٰ کی ذات

ہے۔ اِس لئے کوئی بات ایسی نہیں کہنی چاہیئے جس میں شرک کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو۔ ہمیں محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے محبت اِس لئے ہے۔ کہ آپ کی ذات

خدا نما

ہے۔ اگر خدا نمائی کو آپ کی ذات سے علیحدہ کر دیا جائے۔ تو پھر آپ بھی ایسے ہی انسان ہیں۔ جیسے دوسرے انسان۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے بعض اشعار میں بے شک ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جنہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح کو مخاطب کیا ہے مگر

مُلہم اور غیر مُلہم کے کلام میں فرق

ہوتا ہے۔ ملہم جسے مخاطب کرتا ہے۔ اسے اپنی آنکھ سے اپنے سامنے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جاگتے ہوئے حضرت علی حضرت حسین اور حضرت فاطمہؓ سے باتیں کیں۔ پس اگر آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ اے رسول اللہؐ یہ بات یوں ہو۔ تو یہ سچ ہے

لیکن وہ جسے یہ حالت حاصل نہیں۔ وہ اگر یہ کہتا ہے۔ کہ اے رسول اللہؐ آپ کی مجھ پر نظر عنایت ہو۔ تو غلط کہتا ہے۔ نظر عنایت خدا ہی کی ہوتی ہے۔

ہم مشرک نہیں

اس لئے ہم خدا تعالےٰ کے سوا کسی کی پرستش کرنے کے لئے طیار نہیں۔ خواہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہی کیوں نہ ہو۔ ہماری جماعت کے شاعروں کو اپنے کلام میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے ؎ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

حفظ مراتب

کرنا ہمارا فرض ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ جس امر کی حفاظت کے لئے ہم کھڑے ہوتے ہیں۔ ہر حال میں اس کی حفاظت کریں۔ لیکن اگر وہی چیز جس کی حفاظت کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اسے ضائع کر دیتے ہیں۔ تو پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

(یہ حضور نے اس نظم کے ایک شعر کے متعلق فرمایا جو حضور کی تقریر سے قبل پڑھی گئی تھی

اس کے بعد میں

اصل مضمون

کو لیتا ہوں۔ جو اس سال کے جلسوں کے لئے خصوصیت سے مقرر کیا گیا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ عرفان الٰہی اور محبت باللہ کا وہ عالی مرتبہ۔ جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کو قائم کرنا چاہتے تھے۔

عرفان عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی پہچاننے اور شناخت کرنے کے ہوتے ہیں۔ لیکن

اللہ تعالےٰ کی ذات

کی نسبت کم از کم ایک مسلمان یہ یقین رکھتا ہے۔ کہ وہ وراءالورٰی ہستی ہے۔ اور مجسم نہیں۔ اس لئے ممکن نہیں کہ انسانی آنکھیں اسے دیکھ سکیں۔ یا انسانی ہاتھ اسے چھو سکیں۔ یا دوسرے ظاہری حواس اسے محسوس کر سکیں۔ پس وہ ذات جس کے متعلق یہ یقین ہو۔ کہ وہ نہ آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے۔ نہ ہاتھوں سے چھوئی جا سکتی ہے۔ اس کے پہچاننے کا کیا مفہوم ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں یقینی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے پہچاننے کا وہ مفہوم نہیں ہو سکتا۔ جو دوسری چیزوں کے پہچاننے کا ہوتا ہے۔

مادی چیزوں کے پہچاننے کا طریق

یہ ہے۔ کہ ہم انہیں آنکھوں سے دیکھتے۔ یا زبانوں سے چکھتے۔ یا کانوں سے سنتے یا ہاتھوں سے چھوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کی ذات ایسی نہیں۔ جو دیکھنے۔ سننے سونگھنے یا چکھنے سے معلوم ہو سکے۔ چنانچہ وہ ذات خود اپنے متعلق فرماتی ہے۔ لاتدرکه الابصار وھو یدرک الابصار۔ وھو اللطیف الخبیر۔ کہ وہ ایسی ذات ہے جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ مگر وہ خود آنکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔ پس جب ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔ تو پھر پہچاننے کے لئے کوئی اور ذریعہ اختیار کرنا ہوگا۔ اور وہ ذریعہ یہی ہے۔ کہ جو ہستی خالق ہے۔ اور جس کے متعلق ہمارا ایمان ہے۔ کہ وہ سارے جہان کی خالق ہے۔ اس کی

پہلی شناخت

اپنی ذات سے ہوگی۔ کیونکہ جو چھوا۔ چکھا۔ دیکھا اور سنا نہ جا سکے۔ اس کے پہچاننے کا طریق یہ ہے۔ کہ اس کے کام دیکھیں۔ اور خدا تعالےٰ کے کاموں کے لحاظ سے سب سے پہلی چیز ہماری اپنی ذات ہی ہے۔ پس سب سے پہلی شناخت خدا تعالےٰ کی اپنی ذات میں ہی انسان کر سکتا ہے۔ اور جو اپنی ذات میں خدا تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے۔ خدا تعالےٰ بھی اسے پہچان لیتا ہے۔ اسی لئے صوفیاء کہتے ہیں من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

دوسری شناخت

کی صورت یہ ہے۔ کہ دوسری کامل چیزوں میں خدا کو دیکھا جائے۔ میں نے خدا تعالےٰ کی شناخت کے طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے کامل چیزوں کو مقدم رکھا ہے۔ حالانکہ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ جتنی کوئی چیز زیادہ کامل ہوگی۔ اتنی ہی زیادہ آسانی کے ساتھ دیکھی جا سکیگی۔ مگر یہ درست نہیں۔ کیونکہ جتنی کوئی چیز زیادہ کامل ہوگی۔ اتنی ہی وہ دراء الورا ہوتی چلی جائیگی۔ اس لئے کامل چیزوں میں خدا کا دیکھنا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ کی پہچان کی پہلی صورت تو یہ ہے۔ کہ انسان کو اپنی ذات میں خدا تعالےٰ نظر آ جائے۔ یہ سب سے بالا و بلند مقام ہے۔ اس سے دوسرا مقام یہ ہے۔ کہ کامل انسانوں میں خدا نظر آ جائے۔ اور

تیسرا مقام

یہ ہے۔ کہ باقی انسانوں میں خدا نظر آئے۔ کامل انسان میں خدا تعالےٰ کا دیکھنا مشکل ہے۔ مگر عام انسانوں میں خدا کو دیکھنا بھی آسان نہیں۔ ایک انسان اگر جنگل میں کوئی خوشنما سبزہ زار دیکھے۔ تو بے اختیار سبحان اللہ کہیگا۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف اس کی توجہ پھر جائے گی۔ لیکن اس سے بہتر اس کا ہمسایہ ہوگا۔ مگر اس سے لڑتا جھگڑتا رہیگا۔ وہ سبزہ میں تو خدا کو دیکھ لیگا۔ لیکن ہمسایہ میں اسے نظر نہ آئیگا۔ وہ گانے والی چڑیا کو دیکھ کر خدا تعالےٰ کا جلوہ محسوس کریگا۔ مگر بولنے والے انسان میں اسے کچھ نظر نہ آئیگا۔ کیونکہ رقابت کی وجہ سے اس میں دیکھنا مشکل ہوتا ہے۔ تو یہ تیسرا درجہ ہے۔ اس سے اتر کر

چوتھا درجہ

باقی مخلوق میں خدا تعالےٰ کو دیکھنا ہے۔ اس میں بھی خدا تعالےٰ کی رویت کے اعلےٰ مقامات ہیں۔ پھر

پانچواں مقام

یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان دوسروں کو خدا دکھائے۔ ہر کمال جو انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کے دو درجے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان خود اسے سمجھے۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کو سمجھا سکے۔ ایک طالب علم خود جس قدر جغرافیہ اور تاریخ سمجھ سکتا ہے۔ اسے اگر کہا جائے۔ کہ اسی قدر دوسرے لڑکوں کو سمجھا دو۔ تو وہ نہیں سمجھا سکیگا۔ پس پانچواں مقام یہ ہے۔ کہ انسان دوسروں کو خدا دکھا سکے۔

وقت کی کمی کی وجہ سے میں مضمون کو مختصر کر رہا ہوں۔ ورنہ خدا تعالےٰ کی شناخت کے اور بھی مقام ہیں۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کو پہچان لینے کی

علامتیں

کیا ہوتی ہیں۔ بعض لوگ دوسروں کو پہچان لیتے ہیں۔ مگر وہ خود نہیں پہچانے جاتے۔ انسانوں میں اس قسم کا معاملہ روز ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ اور بندہ میں اس طرح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بندہ کا علم محدود ہوتا ہے۔ وہ پہچاننے والوں کو پہچاننے سے محروم ہو سکتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ سب کو جانتا ہے۔ اس لئے جب کوئی بندہ خدا تعالےٰ کو پہچان لے تو خدا تعالےٰ بھی اپنی پہچان فوراً اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ سب کو پہچانتا ہے۔ مگر بندوں کو اعلےٰ مقام پر پہچاننے کے لئے اپنے مقام کو ان سے مخفی رکھتا ہے۔ لیکن جب بندہ اس کی تلاش کرتا۔ اور اسے پہچان لیتا ہے تو خدا تعالےٰ بھی بندے پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ پس خدا تعالےٰ کو بندہ کے پہچاننے کا ثبوت یہ ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ بندہ کو پہچان لے۔ جب بندہ خدا تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ بھی اُسے جواب میں پہچانتا ہے۔

عام عرفان کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آیت پیش فرمائی ہے اسمیں جو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ میں پہلے وہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہ اگر تم اللہ تعالےٰ سے محبت پیدا کرنا چاہتے ہو۔ تو میری اتباع کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔

اس آیت میں

پانچ باتیں

بیان کی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ خدا تعالےٰ کو انسان پا سکتا ہے۔ پہلے جتنے بزرگ گذرے ہیں۔ جب انہوں نے یہ کہا۔ کہ ہم نے

خدا کو پالیا

تو انہوں نے غلط نہ کہا۔ بلکہ بالکل درست کہا۔ کیونکہ انسان خدا کو پا سکتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اگر تم خدا تعالےٰ کو ملنے کی خواہش رکھتے ہو۔ تو آؤ اس کا ذریعہ میں تمہیں بتاؤں۔ کہ کس طرح مل سکتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ انسان کو مل سکتا ہے۔ دوسری جگہ اس بات کی اس طرح تصدیق کی گئی۔ کہ فرمایا۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو ہم تک پہنچنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ ہم اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں پا لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ

ہر قوم اور زمانہ میں

ایسے لوگ گذرے ہیں۔ جنہوں نے کہا۔ کہ خدا مل گیا۔ مثلاً ایران میں حضرت زرتشت نے کہا۔ ہندوستان کے کئی بزرگوں حضرت کرشن۔ حضرت رام چندر حضرت بدھ کے کلام کو دیکھا جائے گا۔ تو صاف طور پر یہ ذکر ملتا ہے۔ کہ خدا کو ہم نے پالیا۔ چین میں کنفیوشس ایسے ہی بزرگ گذرے ہیں۔ شام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مل جاتے ہیں۔ عرب میں حضرت صالح اور حضرت ہود پائے جاتے ہیں۔

غرض جہاں بھی جائیں۔ ایسے انسان وہاں پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے کہا۔ کہ وہ خدا کو مل گئے۔ اور خدا انہیں مل گیا۔ یہ ایسی پختہ اور اتنی عام فہم بات ہے۔ کہ اگر اس کا انکار کیا جائے۔ تو دنیا میں کوئی صداقت رہتی ہی نہیں۔ کیونکہ اگر یہ لوگ جھوٹے ہو سکتے ہیں تو پھر دنیا میں اور کوئی سچا نہیں ہو سکتا۔ غرض الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا میں خدا تعالےٰ نے بتا دیا۔ کہ جو مجھ سے ملنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ مجھے پالیتا ہے۔

پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یدبر الامر یفصل الآیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون (رعد) خدا اپنی باتوں کو اندازہ سے رکھتا ہے۔ اور جہاں جہاں کے متعلق کوئی چیز ہوتی ہے۔ وہاں کھولتا اور تشریح کرتا ہے۔ تاکہ اس کے بندوں کو اپنے

رب کے لقاء

پر یقین ہو جائے۔

(یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ قرآن کریم میں عرفان کی جگہ لقاء کا لفظ استعمال ہوتا ہے)

پس

پہلی بات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے ذریعہ دنیا کو بتائی وہ یہ ہے۔ کہ خدا بندوں کو مل سکتا ہے۔

دوسری بات

یہ فرمائی۔ کہ عرفان حاصل کرنے کے لئے سنجیدگی اور کوشش کی ضرورت ہے۔ کیونکہ فرمایا۔ فاتبعونی۔ خدا کے ملنے کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔

تیسری بات

یہ بیان فرمائی۔ کہ عرفان کے حصول کے لئے صحیح راہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے عارف کی اتباع کی ضرورت ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ آتا ہے۔ کونوا مع الصادقین۔ صادقین کے ساتھ مل جاؤ

چوتھی بات

یہ فرمائی۔ کہ وہ صحیح راہ محمد رسول اللہ ہیں۔ اس کا اشارہ فی میں کیا گیا ہے۔ کہ میری اتباع کرو۔ تب خدا ملے گا۔ پانچویں بات یہ بتائی۔ یحببکم اللہ۔ کہ انسان اللہ کا محبوب ہو جائے گا۔ انسان کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت کا پیدا ہونا اور بات ہے۔ لیکن جب تک خدا کی محبت انسان کی محبت کے جواب میں نہ اترے۔ وہ عارف نہیں کہلا سکتا۔ خواہ اس کے دل میں خدا تعالےٰ کی کتنی محبت ہو۔ کیونکہ محبوب کا مل جانا اس کی محبت کی علامت ہوتی ہے۔ پس خدا تعالےٰ ایسے بندوں کو مل جانا۔ اور ان سے ایسا سلوک کرتا ہے جیسا اپنے مقرب سے کیا جاتا ہے۔ اس طرح بندہ کو اللہ تعالےٰ سے اپنی محبت کے صحیح ہونے کا علم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ اور مقربین جیسا سلوک نہیں کرتا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ ہمارے دل میں بھی خدا کی

سچی محبت

نہیں ہے۔ بھلا یہ کبھی ممکن ہے۔ کہ دو دلوں میں سچی محبت بھی ہو۔ اور ان کے ملنے میں کوئی روک بھی نہ ہو۔ اور پھر وہ آپس میں نہ ملیں۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ انسان میں خدا تعالےٰ کی سچی محبت ہو۔ جس کے پیدا ہونے پر خدا تعالےٰ بھی اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔ اور پھر خدا تعالےٰ اسے نہ ملے۔ جب خدا تعالےٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے۔ اور اس میں یہ طاقت بھی ہے۔ کہ اپنے بندہ تک آسکے۔ تو پھر ناممکن ہے۔ کہ وہ نہ آئے۔ اسی محبت کا نام

عرفان

ہے۔ جس کے بعد خدا تعالےٰ مل جاتا ہے۔ اور انسان اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ (باقی)

جانور کو بے ہوش کر کے ذبح کرنا

جناب خانصاحب فرزند علی صاحب امام مسجد لنڈن کی طرف سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور لکھا گیا۔ کہ سکاٹ لینڈ میں ایک قانون بنایا گیا ہے۔ جس کی رو سے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ ہر جانور کو ذبح کرنے سے قبل بے ہوش کر لیا جائے۔ بے ہوشی کے بعد فوراً یعنی ایک دو سیکنڈ کے اندر اندر جانور کو حلال کر لیا جاتا ہے اب کوشش ہو رہی ہے۔ کہ ایسا ہی قانون انگلستان میں بھی بنا دیا جائے جہاں تک مجھ کو علم ہے۔ قرآن اس طور پر حلال کئے ہوئے جانور کے گوشت کو مسلمانوں کو کھانے سے منع نہیں کرتا۔ کیونکہ جب تک جانور زندہ ہو۔ حلال کیا جا سکتا ہے۔ ان بے زبان دوستوں کے مددگاروں کو اگر جانوروں کو تڑپتا دیکھکر بہت رحم آتا ہے۔ تو وہ گوشت کھانا ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ بے ہوش کر کے حلال کرنے کی بجائے گوشت خوری کے خلاف قانون پاس کر دائیں۔ تا دوستی کا پورا حق ادا ہو جائے۔

مجھے اس تجویز کو پڑھکر بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ یہی نظارہ بندہ ملک یوگنڈا کے ایک تاریک کونہ (کاراموجا) میں دیکھ چکا ہے۔ اس علاقہ کا تمدن نہایت ادنیٰ ہے۔ لوگوں کے تن پر کپڑا بھی نہیں۔ انکی خوراک خون اور گوشت ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ وہ بھیڑ۔ بکری کو مار مار کر بے ہوش کر کے حلال کرتے تھے۔ اور اب مغرب کے مہذب لوگ سر پر ہتھوڑا مار کر بے ہوش کر کے جانور کو ذبح کرنے لگے ہیں یہ مغرب کے تمدن اور تہذیب کی ”انتہا“ ہے۔ کہ وہ تنزل کر کے وحشی لوگوں کے طریق اختیار کر رہے ہیں۔ کاراموجا کے حبشی تو کسی حد تک معذور بھی ہیں۔ کیونکہ ان کا گذارہ خون پر ہے۔ اس لئے وہ نہیں چاہتے۔ کہ ذبح کرتے وقت جانور کے تڑپنے سے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرے۔ مگر انگلستان کے لوگ بغیر کسی مفید غرض کے بے ہوش کرنے لگ گئے ہیں۔

یہ قانون اسلامی ذبیحہ پر یقیناً اثر انداز ہوگا۔ کیونکہ اسلام نے ذبح کرنے کی بڑی غرض یہی رکھی ہے۔ کہ جانور کا خون جس میں کئی قسم کی زہریں اور فضلات ہوتے ہیں۔ مکمل طور پر جسم سے خارج ہو جائے۔ مگر جانور کے سر کو مضبوط ہتھوڑے کے ساتھ چوٹ لگا کر بے ہوش کر دینے اس کے قلب کو بہت ضعف ہوگا۔ اور اس ضعف کی حالت میں ذبح کرنے سے خون مکمل طور پر خارج نہ ہو سکیگا۔ جس سے اسلامی ذبیحہ کی غرض باطل ہو جائیگی۔

واضح ہو۔ کہ اسلامی ذبیحہ کی غرض صرف اسی حالت میں پوری ہو سکتی ہے۔ جب کہ مکمل اخراج الدم کی وجہ سے جانور کی جان نکلے۔ پس اگر جانور کسی اور طرح مر جائے۔ یا ایسے طور پر یا ایسی حالت میں ذبح کیا جائے۔ جس سے خون اندر رہ جائے۔ تو وہ گوشت انسانی جسم اور روح کے لئے مضر ہوگا۔

اس مختصر نوٹ میں ذبیحہ کی فلاسفی پر مکمل بحث کی تو گنجائش نہیں اصولی طور پر صرف اتنا عرض کر دیتا ہوں۔ کہ جسم سے خون کے مکمل اخراج کے لئے چار ضروری شرائط ہیں۔ (۱) قلب کا پوری قوت کے ساتھ کم سے کم ۱۸ سیکنڈ تک ذبح کرنے کے بعد حرکت کرتے رہنا۔ تا شرائین کا خون ایک مکمل چکر کے بعد جسم سے نکل جائے۔ (۲) فعل تنفس کا ذبح

ہندوستان بھر میں سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامیاب جلسے

سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جلسوں کی روئداد بی عبد شایع کرنے نیز اخبار کے محدود صفحات ہونے کی وجہ سے اب کے نہایت مختصر خلاصہ شایع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر مفصل رپورٹیں درج کی جائیں۔ تو بمشکل کئی ہفتوں میں وہ ختم ہو سکیں۔ امید ہے۔ احباب اس مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے معذور خیال فرمائینگے۔ (ایڈیٹر)

جہالی (شاہ پور) جلسہ کا انتظام خاکسار نے کیا۔ حاضرین جلسہ کافی تھے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریریں ہوئیں۔ (محمد حیات)

امرا ؤتی کیمپ:۔ زیر صدارت میراں محی الدین احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی وکیل جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی محمود علی خان صاحب نے تقریر کی۔ بہت سے معززین شریک جلسہ ہوئے (نامہ نگار)

گوجرہ:۔ زیر صدارت خلیفہ محمد عیسٰے صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ شیخ مبارک اسماعیل صاحب نے اغراض جلسہ واضح کیں۔ صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس اور مولوی عبد اللطیف صاحب نے تقریریں کیں۔ حاضرین میں ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ (عطا حسین)

کوٹ قیصرانی:۔ زیر صدارت جناب سردار امیر محمد خان صاحب آنریری مجسٹریٹ درجہ اول جلسہ منعقد ہوا۔ غلام قادر خان صاحب اور خاکسار نے تقریریں کیں۔ جلسہ میں ہندو احباب بھی شامل تھے۔ (محمد خان مولوی فاضل)

ٹھہ والا:۔ (ڈیرہ غازیخان) مولوی غلام رسول صاحب مولوی غلام حیدر خانصاحب اور لالہ ایشر داس صاحب ہیڈ ماسٹر نے تقریریں کیں۔ ہندو احباب بھی بکثرت شریک جلسہ ہوئے جن کے کھانے کا انتظام ایک ہندو ہمسایہ کے گھر کیا گیا۔ (خاکسار احمد رضا نجم)

عمر کوٹ (ڈیرہ غازیخان) زیر صدارت میاں قلندر بخش صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ عباس علی شاہ صاحب اور حافظ قادر بخش صاحب نے تقریریں کیں۔ (خاکسار [illegible])

حیدر آباد:۔ زیر صدارت اہلیہ صاحبہ جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر خواتین کا جلسہ منعقد ہوا۔ محترمہ سالکہ خاتون صاحبہ نظامی دختر حافظ عبد الغنی صاحب۔ خیر النساء صاحبہ اہلیہ جناب حکیم میر سعادت علی صاحب۔ دختر سیٹھ عبد اللہ بھائی صاحب۔ اہلیہ مولوی بہاء الدین خانصاحب اور عاجزہ نے مختلف مضامین پر تقریریں کیں۔ ایک صد سے زیادہ معزز بیگمات شریک جلسہ ہوئیں۔ میں عالی جناب اہلیہ ہمایوں مرزا صاحب بیرسٹر ایٹ لاء اور مکرمہ محمدی بیگم صاحبہ متعلمہ بی۔ اے کلاس کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جنہوں نے میرے ساتھ تعاون کیا۔ اور مجھے مدد دی۔ (اہلیہ سید بشارت احمد صاحب)

رانیہ (حصار) جلسہ پر رونق ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے متعلق تقریریں ہوئیں۔ (خاکسار محمد الدین)

مونگ:۔ جلسہ منعقد ہوا۔ خاکسار نے لیکچر دیا۔ غیر احمدی احباب نے بھی شمولیت اختیار کی۔ (خاکسار سید حیدر شاہ)

گکرالی (گجرات) زیر صدارت سجادہ نشین پیر غازی صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ مفتی عزیز الدین صاحب۔ مولوی غلام حسین صاحب اور خاکسار نے تقریریں کیں۔ (چوہدری غلام احمد بی۔ اے)

شادیوال (گجرات) زیر صدارت خاکسار جلسہ منعقد ہوا۔ میری اور مولوی عمر الدین صاحب کی تقریریں ہوئیں۔ جلسہ بخیر وخوبی ختم ہوا۔ (حکیم سراج الدین)

امروہہ:۔ ۲۶ر اکتوبر کے جلسہ میں مولوی عمر الدین صاحب نے دہلی سے آکر تقریر کی۔ چار سو کے قریب حاضرین کی تعداد پہونچ گئی۔ شہر کے رؤسا نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ (خاکسار عبد السمیع)

لگھیانہ:۔ زیر صدارت لالہ ہیرانند صاحب کھنہ ایڈوکیٹ سابق صدر میونسپل کمیٹی جلسہ منعقد ہوا۔ میاں ناصر علی صاحب میاں محمد بخش صاحب وکیل۔ حکیم عارف علی صاحب نے جو کہ شیعہ اصحاب کے لیڈر ہیں۔ تقریریں کیں۔ آخر میں صاحب صدر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق طویل لیکچر دیا۔ اور اس قسم کے جلسوں کو صلح اور امن کا ذریعہ بتایا (خاکسار عبد الکریم)

دھیر کے کلاں (ضلع گجرات) زیر صدارت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی جلسہ منعقد ہوا۔ پچاس کے قریب مستورات بھی شامل جلسہ تھیں۔ چار لیکچراروں نے تقریریں کیں (خاکسار رحمت خان مسلم)

دسوہہ:۔ زیر صدارت شیخ دین محمد صاحب وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی غلام مصطفٰے صاحب فاضل دیوبند نے تقریر کی۔ (خاکسار عبد اللطیف)

کانٹھال (ہوشیار پور) زیر صدارت خاکسار جلسہ منعقد ہوا۔ [illegible] صاحب نے تقریریں کیں۔ (خاکسار غلام محی الدین)

کریہا (جالندھر) زیر صدارت چوہدری اللہ داد خان صاحب سفید پوش جلسہ منعقد ہوا۔ میاں جی نعمت اللہ خان صاحب اور حکیم عطا محمد صاحب نے تقریریں کیں۔ صاحب صدر نے احمدیوں کا شکریہ ادا کیا (محمد علی خان)

بھین (جالندھر) بمکان چوہدری امیر خان صاحب نمبردار زیر صدارت چوہدری رحمت اللہ صاحب پٹواری جلسہ منعقد ہوا۔ یہاں کوئی احمدی نہیں ہے۔ خاکسار اور میاں سکندر علی صاحب نے تقریریں کیں (محمد علی خان)

کمام (جالندھر) جلسہ منعقد کیا گیا جس میں چوہدری نعمت خان صاحب اور مہدی حسن صاحب امام مسجد نے تقریریں کیں۔ (خاکسار محمد حسین)

آلووال:۔ صاحب صدر چوہدری بھنبو خان صاحب تھے ماسٹر محمد علی صاحب۔ ماسٹر شجاعت حسین خان صاحب اور خاکسار نے لیکچر دیئے۔

اکبر:۔ صاحب صدر پنڈت دولت رام ساہوکار تھے۔ ماسٹر علی محمد صاحب اور خاکسار نے تقریریں کیں۔

چھدوڑی:۔ خاکسار نے لیکچر دیا۔ اور منشی علی محمد صاحب نے اہل ہنود اور ... سیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سنائے۔

دیال:۔ صاحب صدر سردار پرتاپ سنگھ صاحب تھے میں نے اور منشی علی محمد صاحب نے لیکچر دیئے۔

مکند پور۔ تھانہ۔ گھانگو: میں منشی عبد اللطیف صاحب نے لیکچر دیئے۔

چاندپور۔ رڑکی میں چوہدری عبد العزیز خان صاحب نے لیکچر دیا (خاکسار محمد علی)

جنڈی (ہوشیار پور) مولوی عبد الرحیم خان صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سنائے۔

ٹنڈوہ:۔ خاکسار عبد السلام امیر جماعت کاٹھ گڑھ نے لیکچر دیا۔

مہندی پورہ:۔ سید فضل الرحمٰن صاحب نے لیکچر دیا۔ اور احمدیہ سکول کے طلباء نے نظمیں پڑھیں۔

ننھے ننگل:۔ محمد شفیع اور بشیر احمد خان نے تقریریں کیں۔

ٹبریال:۔ صوفی عبد العزیز صاحب اور عزیز الدین خان صاحب نے لیکچر دیئے۔

باکے وال:۔ لالہ وطنا رام صاحب اور ماسٹر عطاء اللہ صاحب نے تقریریں کیں۔ طلبائے کاٹھ گڑھ نے نظمیں پڑھیں۔

چمارڑی بالے وال:۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے تقریر کی۔

کاٹھ گڑھ:۔ سید فضل الرحمٰن صاحب اور چودھری دولت خان صاحب نے تقریریں کیں۔ احمدیہ سکول کے لڑکوں نے جلوس نکالا۔

ما نے وال:۔ مولوی عبد المنان صاحب نے تقریر کی۔

تیج پلانہ:۔ مولوی فیروز الدین خان صاحب نے لیکچر دیا۔

محمود پورہ:۔ چودھری ولی محمد خان صاحب نے الفضل کے خاتم النبیین نمبر سے مضامین سُنائے۔

گرلون:۔ مولوی عبد المنان خان صاحب نے مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور دیگر غیر مسلموں کو مضامین سُنائے۔

کھٹیالہ:۔ مولوی عبد المنان صاحب نے تقریر کی۔

چکلی:۔ منشی فیروز الدین خان صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سُنائے۔

مکووال:۔ چوہدری عبد المجید خان صاحب نے لیکچر دیا۔

منتول:۔ منشی چھجو خان صاحب نے تقریر کی۔

ساروو ال:۔ چودہری اکبر خان صاحب نے تقریر کی۔

کمال پور:۔ چودہری عبد المجید خان صاحب نے لیکچر دیا۔

منڈیر:۔ چوہدری اکبر خان صاحب نے تقریر کی۔

ٹونہ:۔ یہ سب جلسے انجمن احمدیہ کاٹھ گڑھ کے زیر انتظام ہوئے۔ جن میں کاٹھ گڑھ کے احمدی احباب نے تقریریں کیں۔ اور جلسوں کا انتظام کیا۔ ٹونہ۔ بنہ۔ رائے پور میں احمدی خواتین نے عورتوں کے جلسے منعقد کئے (خاکسار عبد السّلام)

نابھہ:۔ مولوی ظفر اسلام صاحب نے تقریر کی۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ (خاکسار قدرت اللہ)

ڈھلواں (کپورتھلہ) زیر صدارت پنڈت گنپت رام صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی محمد جی صاحب مولوی فاضل نے تقریر کی۔

رائے پور ارائیاں:۔ ایک غیر احمدی دوست صدر جلسہ تھے۔ مولوی محمد جی صاحب نے تقریر کی۔ سامعین پر خاص اثر تھا۔

گھلووال:۔ خاکسار نے تقریر کی۔ عورتیں بھی شریک جلسہ تھیں۔ (خاکسار غلام جیلانی خان)

جہلم:۔ صبح کا اجلاس بصدارت راجہ محمد اکرم خان صاحب رئیس اعظم اور شام کا اجلاس زیر صدارت میجر طالب مہدی خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر منعقد ہوا۔ مختلف حضرات۔ شیعہ اہل حدیث۔ ہندو اور احمدی لیکچراروں نے لیکچر دیئے۔ (خاکسار عبد الاحد)

کورالی (انبالہ) بصدارت حکیم کہر سنگھ صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ منشی عبد الحمید بیگ صاحب اور منشی فقیر محمد خان صاحب نے تقریریں کیں۔ جلسہ میں ہندو مسلم سکھ حضرات شریک تھے۔ (خاکسار نیاز محمد احمدی)

بہلولپور (لائل پور) زیر صدارت چودہری عصمت اللہ خان صاحب سربراہ نمبردار جلسہ منعقد ہوا۔ صاحب صدر اور چودہری ممتاز علی صاحب اور خاکسار نے تقریریں کیں (خاکسار الیاس الدین)

چندر کے (سیالکوٹ) چودہری فیض احمد صاحب۔ خاکسار اور محمد اسحاق صاحب نے تقریریں کیں۔ حاضرین پر اچھا اثر ہوا۔ (خاکسار حاجی اللہ بخش)

شاہ مسکین:۔ ماسٹر عبد الواحد صاحب نے تقریر کی۔

محمد پور:۔ میاں محمد اشرف صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ محمد احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ اور ماسٹر عبد الواحد صاحب نے تقریر کی۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ غیر مسلم اصحاب بھی شامل جلسہ ہوئے۔ شب کو ماسٹر صاحب موصوف کا لیکچر مستورات میں بھی ہوا۔ (ولایت شاہ)

ججے پور:۔ زیر صدارت قاضی غلام نبی صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ بابو رام پرشاد صاحب ہرکٹ اور منشی عبد الغفور صاحب نے تقریریں کیں۔ حاضرین کی تعداد چار صد کے قریب تھی۔ جن میں قریبًا پچاس فی صدی ہندو تھے۔ منتظمین جلسہ مولوی عبد الوحید صاحب۔ منشی نور احمد صاحب قاضی وصاحت حسین صاحب و منشی نظر محمد صاحب تھے۔ (قاضی لطیف حسین عثمانی)

اٹاری (گورداسپور) خاکسار اور اعظم بیگ صاحب نے تقریریں کیں۔

نڑانوالی:۔ خاکسار مبارک بیگ نے تقریر کی۔

لکھن خورد:۔ مرزا اعظم بیگ صاحب نے تقریر کی۔

کلانور:۔ خاکسار۔ شیخ انعام اللہ صاحب۔ حافظ محمد الدین صاحب۔ لالہ نرنجن داس صاحب ساہوکار نے تقریریں کیں۔ (خاکسار مرزا مبارک بیگ)

دیوا سنگھ والا (ملتان) سید علی اصغر شاہ صاحب اور گیانی شیر سنگھ صاحب نے تقریریں کیں۔ ہندو سکھ کافی تعداد میں شامل جلسہ ہوئے۔ (خاکسار محمد یامین)

دھرم کوٹ رندھاوہ:۔ خاکسار صدر جلسہ تھا۔ مولوی جمال الدین صاحب نے تقریر کی۔ (محمد شفیع)

ونجوال:۔ زیر صدارت چودہری غلام رسول صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی غلام نبی صاحب اور میاں عالم شاہ شاہ صاحب نے تقریریں کیں۔ (خاکسار فقیر محمد)

دھرم کوٹ بگہ:۔ زیر صدارت جناب شیخ غلام محمد صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ مرزا اسلام اللہ صاحب۔ شیخ غلام محمد صاحب اہل حدیث۔ مولوی فقیر اللہ صاحب۔ سردار بھگوان سنگھ صاحب۔ مولوی نواب الدین صاحب اور مولوی غلام نبی صاحب نے تقریریں کیں۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ جلسہ بارونق تھا۔ (خاکسار جلال الدین)

پکھو کے مستریاں:۔ مولوی عبد اللہ صاحب نے تقریر کی۔ (خاکسار رشید حسین)

جلال پور جٹاں:۔ زیر صدارت مولوی فتح دین صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ چودہری بشیر احمد صاحب نے تقریر کی۔ (خاکسار محمد صدیق)

قلعہ سوبھا سنگھ:۔ زیر صدارت چودہری عبید اللہ خان صاحب رجسٹرار منعقد ہوا۔ حافظ محمد رمضان صاحب نے عربی قصیدہ پڑھا۔ برادر خیر الدین صاحب نے لیکچر دیا۔ (خاکسار عنایت اللہ)

خوشاب:۔ عزیز بشیر احمد۔ سید سردار شاہ صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ (خاکسار گل محمد)

رام پور (جہلم) زیر صدارت مولوی محمد شریف صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی جلال الدین صاحب۔ مولوی اللہ لوک صاحب اور مولوی محمد سعد الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی میاں عبد المغنی صاحب۔ منشی اللہ داد صاحب نے مختلف شعبہ ہائے زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تقریریں کیں۔ (عبد المغنی)

سنگرور (جیند) جلسہ میں مختلف دوستوں نے مضامین سُنائے۔ سردار بچن سنگھ صاحب متعلم بی۔ اے۔ نے ایک نظم لکھکر بھیجی۔ جو پڑھکر سنائی گئی۔ (خاکسار رحمت اللہ)

کھرڑ (انبالہ) زیر صدارت میر تفضل حسین صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے تقریر کی۔ (خاکسار گلزار احمد)

کورالی:۔ بصدارت منشی خیر الدین صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ حکیم نیاز محمد صاحب نے مضامین سُنائے۔ ہندو مسلم حضرات کی حاضری کافی تھی۔

بہبل پور:۔ قاضی سید عطاء محمد صاحب نے گاؤں کے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سُنائے۔ سامعین میں سکھ بھی شامل تھے۔ (محمد حسین احمدی)

نواں شہر (جالندھر) زیر صدارت چودہری امر چند صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پلیڈر جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی بڈھے شاہ صاحب اور حاجی غلام احمد خان صاحب نے تقریریں کیں۔ ان کے بعد صاحب صدر نے ریمارکس کئے۔ اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ لالہ گوپال داس صاحب وکیل نے غیر مذاہب کے اصحاب کے جلسہ میں شامل ہونے کے متعلق شکریہ ادا کرنے پر فرمایا۔ بجائے اس کے جلسہ منعقد کرنے والے شکریہ ادا کریں۔ حاضرین کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہم لوگوں نے تقریروں سے بہت لطف اٹھایا ہے۔ (خاکسار میاں عطاء اللہ پلیڈر)

کریام:۔ خاکسار کے مکان پر انجمن احمدیہ کریام کی مستورات اکٹھی ہوئیں۔ میاں عطاء اللہ صاحب وکیل نے تقریر کی۔ اس کے بعد اہلیہ میر ہاشم علی صاحب احمدی نے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر کی۔ (خاکسار حاجی غلام احمد)

(بقیہ صفحہ ۲)

نپولین کی آخری شکست

چند منٹ کے فرق سے ہی ہوئی تھی۔ جنرل گروشی جسے مدد کیلئے دوسرے رستہ سے بھیجا گیا تھا۔ چند منٹ بعد پہنچا۔ جبکہ نپولین گرفتار ہو چکا تھا۔ اور جب وہ آیا۔ تو اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اگر وہ چند منٹ پہلے پہنچ جاتا۔ تو

یورپ کا نقشہ

ہی اور ہوتا۔

پس ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ قبل اس کے کہ اسلام کے لئے ہر میدان تنگ ہو جائے۔ اسے غالب کیا جائے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے مبلغ اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے وہاں جائیں گے۔ اور اگر وہ اس اہمیت کو سمجھ لیں گے۔ تو خدا تعالےٰ ضرور ان کی کوششوں میں برکت دیگا۔

اپنے کام کی اہمیت

نہ سمجھنے کی وجہ سے انسان اور فضول باتوں میں پڑ جاتا ہے۔ آپس میں جھگڑے اور اختلاف شروع ہو جاتے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ مگر جب اسے اپنے کام کی اہمیت اور خطرہ کا پورا پورا احساس ہو۔ تو پھر اس کی توجہ اپنے کام کی طرف ہی ہوتی ہے۔ دیکھو اگر کسی کے گھر پر دشمن حملہ کر دے۔ تو کیا اس وقت گھر والے اس بحث میں پڑیں گے۔ کہ یہ سونٹا میرا ہے۔ اور وہ تیرا۔ وہ اس وقت دشمن کو پسپا اور مغلوب کرنے کے لئے متحد ہو جائینگے۔ پس جب کام کی اہمیت معلوم ہو جائے۔ تو جنہیں وہ کام کرنا ہوتا ہے وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں۔ بلکہ کام میں کامیابی حاصل کرنا ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔

مولوی رحمت علی صاحب

جاوا۔ سماٹرا۔ اور بورنیو تینوں جزیروں میں امیر تبلیغ ہونگے۔ مقامی امیر وہاں ہی کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ اس میں ہم دخل نہیں دینا چاہتے۔ میں امید کرتا ہوں۔

مولوی محمد صادق صاحب

اس رنگ میں ان کی اطاعت کریں گے۔ جو ایک مسلمان کی شان کے شایاں ہے۔ اور مولوی رحمت علی صاحب سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ محبت شفقت اور راہ نمایانہ طریق عمل سے یہ ثابت کر دینگے کہ جسمانی باپ جو سلوک اپنی اولاد سے کرتا ہے۔ یا جسمانی بھائی جو سلوک اپنے جسمانی بھائی سے کرتا ہے۔ اس سے بہتر روحانی باپ روحانی اولاد سے اور روحانی بھائی روحانی بھائی سے کرتا ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ اگر دونوں اصحاب

تعاون اور محبت

سے کام کرینگے۔ تو خدا تعالےٰ ہر میدان میں انہیں فتح عطا کریگا۔ اور وہ جنگ جس میں اس وقت ہم اپنوں سے بھی اور غیروں سے

ایک کنال زمین کا ٹکڑا

جناب مولوی شیر علی صاحب کے مکان کے جانب شمال بالکل متصل ایک کنال زمین کا ٹکڑا جس میں بنیادیں رکھی ہوئی اور اندازاً تین فٹ اونچی بھرتی پڑی ہوئی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں قیمت کے تصفیہ کیلئے جناب مرزا محمد اشرف صاحب محاسب قادیان سے خط و کتابت کیجائے۔

رشتہ کی ضرورت

ایک احمدی لڑکی کے لئے جس کی عمر پندرہ سال ہے۔ تندرست مڈل پاس ہے۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی اور کتب حضرت مسیح موعود پڑھی ہوئی ہے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا کنوارہ تندرست احمدی صالح تعلیم یافتہ برسر روزگار یا کاروباری ہو۔ ذات کا پٹھان ہو تو بہتر۔ خواہشمند احباب حسب ذیل پتہ سے خط و کتابت کریں۔ محمد بشیر الدین گرداور قانونگو تحصیل سودہا ضلع ہمیر پور وزیکانہ رگول (یوپی)

آپ بھی

الفضل میں کم از کم تین ماہ کے لئے اپنا اشتہار دیکر تجربہ کر لیجئے۔ کہ کس قدر فروغ آپ کی تجارت کو ہوتا ہے کیونکہ ہر طبقہ ہر مذاق کے لوگوں میں پڑھا جاتا ہے۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— دہلی اور پنجاب کی پولیس اس مفرور کی تلاش میں بیحد سرگرم عمل ہے۔ جو دہلی میں ایک پولیس مین پر فائر کے بعد بھاگ گیا ہو۔ حکومت نے اس شخص کو سولہ سو روپیہ انعام دینے کا اعلان کیا ہے۔ جو مفرور کی گرفتاری میں امداد دے ؛

—— سرائے نورنگ سے دو لاریاں بنوں کی طرف آ رہی تھیں۔ کہ راستہ میں مسلح ڈاکوؤں نے جو درختوں کی آڑ میں چھپے بیٹھے تھے۔ ان پر حملہ کر دیا۔ اور تین ہزار کا مال لوٹ کر لے گئے۔

—— امرتسر ۲ر نومبر۔ شیخ صادق حسن ایم۔ ایل۔ اے اور سٹر آر سیٹھی نے وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ سے ملاقات کی۔ اور صوبے میں چھوٹے چھوٹے صنعتی کاروبار کی ترقی کی ضرورت پر بحث کی۔ وزیر موصوف ۸ر نومبر کو اس معاملے کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچانے کے لئے امرتسر جائیں گے۔ مسئلہ زیر بحث صابون اور دوسری ضروریات کی ساخت سے تعلق رکھتا ہے۔ جو تعداد کثیر میں باہر سے آتی ہیں اور جن کا کارخانہ تھوڑے سے سرمائے کے ساتھ بھی چل سکتا ہے۔

—— پشاور سے ۲ر نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ تیراہ میں آفریدیوں کا جرگہ بدستور جاری ہے۔ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا ؛

—— افغانستان خطوط روانہ کرنے کے لئے محکمہ ڈاک خانہ کا محصول لفوف خطوط کے لئے جو ۲۰ گرام سے زیادہ وزنی نہ ہوں ۳ آنے اور پوسٹ کارڈ کے لئے ڈیڑھ آنہ کا ٹکٹ ضروری ہے۔ ورنہ خطوط بیرنگ ہو جائیں گے ؛

—— والئے دیر کے بھائی ان کے ساتھ نبرد آزما تھے۔ اس وجہ سے حکومت سرحد نے انہیں گرفتار کر کے نظر بند کر دیا تھا۔ چند روز ہوئے آپ اپنی محافظ خفیہ پولیس کی معیت میں شکار کے لئے گئے۔ اور وہاں سے اپنے وطن کو بھاگ گئے۔ حکومت نے محافظوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

—— راج شاہی ۳۰ر نومبر۔ کل چھ نوجوان کالج کے دربان پر حملہ آور ہوئے۔ اور اس سے پروفیسر کی تنخواہ بنوک سنگین چھین لی ؛

—— ایک برطانوی وفد نے صوبہ کرمان شاہ میں پیٹرول کے دس کنوئیں دریافت کئے ہیں۔ حکومت ایران اور اینگلو پرشین پٹرول کمپنی کے درمیان اس امر کے متعلق سخت مناقشت جاری ہے۔ کہ آیا جدید چشمہ ہائے تیل موخر الذکر کے اجارہ میں رہیں۔ حکومت ایران اس کے خلاف ہے۔

—— ایران کے وزیر جنگ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ خلیج ایران کی کسی ایک بندرگاہ میں ایک بحری کارخانہ قائم کیا جائے۔ کارخانہ کی تعمیر کا کام ایک جرمن کمپنی کو دیا جائے گا۔ اس پر ۵ ر۳ لاکھ ۷ سو انگریزی پونڈ خرچ ہونگے۔ بوشہر کے بندرگاہ میں دو جنگی جہاز اور ایک کروزر آج کل پہنچنے والے ہیں۔ یہ اطالوی اور فرانسیسی کارخانوں سے خریدے گئے ہیں۔

—— سیالکوٹ میں ۴۲ رضاکاروں کی جو پکٹنگ آرڈیننس کے ماتحت سزایاب ہوئے تھے۔ اپیلیں بھگت جگن ناتھ ایم۔ اے سشن جج کے پیش ہوئیں۔ آپ نے قریباً ۱۸ ملزموں کو بری کر دیا۔ اور باقیوں کی سزا میں تخفیف کرتے ہوئے لکھا۔ کہ پکٹنگ قانونی جرم نہیں ہے۔ ہندو افسروں کی جرأت قابل غور ہے ؛

—— لاہور ۳ر نومبر آج پولیس نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں دس ہندو ملزموں کو جنہیں لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ لائل پور راولپنڈی اور شیخوپورہ کے ۱۹ر جون والے حادثات بم بازی کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا تھا۔ پیش کر کے ۱۴ دن کا ریمانڈ طلب کیا۔ جو دے دیا گیا ؛

—— ۸ر نومبر کو ملک معظم گول میز کانفرنس کے تمام مندوبین کو قصر بکنگھم میں مدعو کریں گے ؛

—— فیروز پور ۲ر نومبر۔ آج ڈیڑھ بجے بعد دوپہر دہلی دروازہ کے اندر ایک بم پھٹا۔ جس سے دو آدمی سخت زخمی ہوئے۔ ایک ہسپتال میں پہنچکر مر گیا۔ دوسرے کی بھی حالت نازک ہے۔

—— میڈرڈ یکم نومبر۔ سپین کے انقلاب پسندوں نے ایک عظیم الشان مظاہرہ کیا ہے۔ ان کے نمائندوں نے اپنی تقریروں میں اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ حالات اس امر کا تقاضا کر رہے ہیں۔ کہ یا تو بادشاہ کو تخت سے اتارا جائے۔ یا ایک عام اور زبردست بغاوت کی جائے۔

—— کلکتہ ۲ر نومبر۔ ایک شخص بیکاری کی وجہ سے مفلس ہو گیا۔ بھیک تک نہیں ملتا تھا۔ اسکے ساتھ اسکی بی بی اور شیر خوار بچہ تھا۔ اسنے چھرا نکال کر پہلے اپنے شیر خوار بچہ کو ذبح کیا۔ اسکے بعد اپنی بی بی کو قتل کیا۔ اور اسی چھرے کو اپنے سینے پر بھونک دیا ؛

—— پشاور یکم نومبر۔ تیراہ کی موجودہ صورت حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے تا فرمان ثانی درہ خیبر کا دروازہ تمام سیاحوں پر بند قرار دیا ہے ؛

—— پنڈت موتی لال نہرو نے ہدایت کی ہے۔ کہ تمام ہندوستان کی کانگرس کمیٹیاں ۱۶ر نومبر کو جواہر لال ڈے منائیں۔ اس دن عظیم الشان جلوس نکلیں جلسے کئے جائیں۔ جن میں صدر جلسہ وہی فقرے پڑھے جن کی بناء پر پنڈت جواہر لال کو سزا ہوئی۔ حاضرین جلسہ ان فقروں کو لفظ بلفظ دہرائیں ؛

—— بلگام ۳ر نومبر گذشتہ شب مادھو پور میں پولیس اور عوام میں فساد ہو گیا۔ بارہ گولیاں چلائی گئیں۔ پولیس کے بارہ آدمی مجروح ہوئے۔ سب انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ بھی مجروح ہوئے۔

—— لاہور ۴ر نومبر۔ آج شام کو ۷ بجے دو نوجوان جن کی عمر بشکل ۲۵۔ ۲۶ سال کے قریب ہوگی۔ جیل کی طرف نہر کے کنارے گھوم رہے تھے۔ جبکہ گشتی پولیس کے ایک سپاہی نے جو پیٹرول کر رہا تھا۔ انہیں للکارا اور ٹھیر جانے کو کہا۔ مگر ان نوجوانوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر پولیس کنسٹیبل نے ان کا تعاقب کیا۔ تو ان میں سے ایک نے پستول نکال کر اس پر حملہ کیا۔ مگر وار خالی گیا۔ کنسٹیبل نے بھی گولی سے جواب دیا۔ اور ایک گولی ایک نوجوان کو جس کا نام بشیشر ناتھ بیان کیا جاتا ہے۔ ران میں لگی۔ جس سے وہ گر پڑا۔ دوسرا جوان بھاگنے لگا۔ مگر وہ اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔ مجروح نوجوان کو اسی وقت میو ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ جہاں عمل جراحی سے اس کی گولی خارج کی گئی۔ مگر وہ بعد میں مر گیا۔ دوسرا نوجوان شاہی قلعہ میں لایا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ نوجوان جدید مقدمہ سازش لاہور کے سلسلے میں مطلوب تھے ؛

—— ہوم سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے بھگت سنگھ وغیرہ کے وکیل کو اطلاع دی ہے۔ کہ اگر ان ملزموں کی طرف سے ۱۰ر دسمبر تک پریوی کونسل میں اپیل دائر نہ کیا گیا۔ تو مزید مہلت نہیں دیجائیگی ؛

—— جموں ۲ر نومبر۔ ۲۸ و ۲۹ر اکتوبر کی درمیانی شب کو ۹ بجے پرنس آف ویلز کالج جموں کے ہوسٹل کی تلاشی پرنسپل صاحب نے لی۔ سنا گیا ہے۔ کہ اخبار ٹربیون اور اخبار ملاپ کے پرچے ضبط کر لئے گئے۔ کالج کے نوٹس بورڈ پر ایک نوٹس چسپاں کیا گیا ہے۔ کہ کوئی کالج کا سٹوڈنٹ کوئی پولٹیکل کتاب یا اخبار اور لیڈروں کی تصویریں اپنے پاس نہ رکھے ؛

—— لندن ۳ر نومبر۔ برطانوی عورتیں کثیر التعداد انجمنیں ایک مکتوب پر دستخط کر رہی ہیں۔ جس میں حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس میں برطانوی نقطۂ نگاہ کی نمائندگی کے لئے ایک انگریز عورت کو بھی مندوبین میں شامل کیا جائے۔

—— ایران کا سونا روس میں پہنچایا جا رہا ہے۔ حکام نے قلعہ پہلوی میں سونے کی ایک بہت بڑی مقدار پکڑی ہے۔ جو روس میں پہنچنے والی تھی۔ اس لئے سرحدوں پر پہروں کو زیادہ سخت کر دیا گیا ہے ؛

—— نئی دہلی ۵ر نومبر۔ پولیس نے آج صبح رائے بہادر پارس داس آنریری مجسٹریٹ کے ایک رشتہ دار مسمی رگھبیر سنگھ جین کو گرفتار کر لیا۔ کل جو تلاشیاں اور گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ ان میں جو بندوق اور پستول ملے تھے ان کے علاوہ ایسے کیمیکل اجزاء ملے تھے جو کہ پانچ بم بنانے کیلئے کافی تھے۔ یہ اشیاء لالہ کپور چند جین کے مکان سے برآمد ہوئیں۔ ملزم کے قبضہ سے معاہدہ کی ایک کاپی برآمد ہوئی۔ جس میں ممبران کو یہ ہدایت کی گئی تھی۔ کہ وہ پولیس والوں کے سوائے اور کسی کو نہ ماریں۔ اس کے پاس سارے ہندوستان کے پولیس والوں کی ایک فہرست بھی تھی۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)